منظور احمد بھٹی مرحوم

شاہ جی کی باتیں

غالباً ۱۹۴۰ء کا ذکر ہے میں ابھی چھٹی جماعت کا طالب علم تھا۔ ملک میں انقلابی نعرے بلند ہو رہے تھے۔ میں بھی ان نعروں کے مطالب سے بالکل بے خبر اپنے ہم جولیوں کے ساتھ مل کر انقلاب زندہ باد اور انگریز مردہ باد کے نعرے بلند کرتا رہتا۔ انہیں دنوں سہ روزہ احرار کانفرنس کا اعلان ہوا۔ اور کانفرنس سے ایک روز پیشتر پتہ چلا کہ "بابا ڈنڈے والا" سیالکوٹ پہنچ گئے ہیں۔ اور عبدالرحیم کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

شوقِ زیارت ہمیں کشاں کشاں دربار کی جانب لے گیا وہاں جا کر ایک وجیہ وشکیل انسان دنیا بھر کا جاہ وجلال اور حسن وجمال سمیٹے، لہراتی ہوئی زلفوں، گھنی اور خوبصورت ڈاڑھی کے ساتھ اور چہرۂ روشن پر برکات الٰہی کا نور لئے نظر آیا۔

دریافت پر معلوم ہوا کہ یہی شاہ جی ہیں۔ شاہ جی اس وقت نہا رہے تھے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے سفید قمیض اور ایک سیاہ تہبند زیب جسم کر لیا۔ پاس ہی قبلہ شیخ حسام الدین بیٹھے ہوئے تھے۔ مسکرا کر پوچھا۔

شاہ جی! یہ دورنگی کیسی؟

شاہ جی نے برجستہ جواب دیا۔ ارے بھائی دن کی سیاہی نیچے اتر گئی اور ایک زوردار قہقہہ فضا میں گونجنے لگا۔

تشکیلِ پاکستان سے پیشتر چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی انجمن تبلیغ الاسلام کے سالانہ جلسے تاریخی نوعیت کے ہوا کرتے تھے ہندوستان بھر کے جید علمائے کرام ان جلسوں سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور ہمارا جنون بھی ہمیں اپنی پڑھائی چھوڑ چھاڑ کر چونڈہ جانے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں بھی حسب معمول سالانہ کانفرنس بڑے ٹھاٹھ باٹھ اور دھوم دھام سے ہوئی۔

کانفرنس کے آخری اجلاس میں شاہ جی کی تقریر تھی۔ تقریر سے پیشتر اسٹیج پر چونڈہ کا ایک متمول سکھ وزیر سنگھ مع اپنے دس خاندان کے افراد کے شاہ جی کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور عرض کیا گیا۔

شاہ جی وزیر سنگھ اور اس کے اہل وعیال آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا چاہتے ہیں۔

شاہ جی نے آہ بھر کر کہا بھائی مجھے تو اتنا پتہ نہیں کہ میں بھی مسلمان ہوں یا نہیں آئیے پہلے دیکھیں کہ مسلمان ہوتا کیا ہے؟ اس کے بعد خطبہ مسنونہ پڑھا اور پھر صبح کے تین بجے تک مسلمان کیا ہے؟ کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

تقریر کے بعد وزیر سنگھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اب بتاؤ مسلمان ہونا چاہتے ہو؟

وزیر سنگھ جس کے دل و دماغ میں اسلام کی حقانیت کی شمع روشن ہو چکی تھی آنسوؤں کے دیئے روشن کر کے بولا۔ ہاں شاہ جی اب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ شاہ جی نے وزیر سنگھ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کلمہ شہادت پڑھایا اور عبداللہ نام تجویز کیا۔ اسی وقت اس کے خاندان کے دس افراد بھی مسلمان ہوئے۔ اور جلسہ نو مسلمین کے لئے دعائے استقامت کے ساتھ ختم ہو گیا۔ دوسری صبح چونڈہ کے دیگر ۵۴ افراد بھی شاہ جی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

....

ایک دفعہ دفتر احرار میں بیٹھے تھے، کھانے کا وقت آگیا۔ اسی وقت بھنگی بھی کہیں سے آٹپکا۔ شاہ جی نے کہا میاں کھانا کھالو۔ خدا آپ کو زیادہ دے، یہ بھنگی کا جواب تھا۔ شاہ جی اٹھے بھنگی کو غسل خانے میں لے گئے، اس کا ہاتھ منہ دھلایا۔ اور پھر اپنے ساتھ ہی بٹھا کر کھانا کھلایا۔
آہ کتنے عظیم انسان تھے!

....

ایک زمانے میں مجھے بڑے لوگوں سے ان کے دستخطوں کے ساتھ کوئی پیغام لینے کا بڑا شوق تھا۔ اس مقصد کے لئے میں نے ایک بڑی خوبصورت کاپی بنا رکھی تھی۔

شاہ جی دفتر احرار میں محفل جمائے بیٹھے تھے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے کاپی ان کے آگے بڑھا دی۔ دیر تک کاپی کی تعریف کرتے رہے اور مسکرا کر فرمایا: کیوں میاں، یہ مجھے تحفہ دے رہے ہو۔؟

عرض کیا: شاہ جی اس پر آپ اپنے قلم سے کچھ لکھ دیں۔

فرمایا: نہ بھئی، اتنی خوبصورت کاپی میں کیوں خراب کروں۔

شاہ جی! یہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ یہ آٹو گراف بک ہے۔

شاہ جی ذرا غصے میں آگئے۔ فرمایا، وہی انگریزی بدعت اور اس کے ساتھ ہی کاپی مجھے واپس لوٹانے لگے۔

دوبارہ عرض کیا: شاہ جی اس پر اپنی طرف سے کوئی پیغام لکھ دیجئے۔

فرمانے لگے میں کیا اور میرا پیغام کیا، پیغام لانے والا تیرہ سو برس پیشتر جو پیغام لایا تھا اس پر تم لوگ کیا عمل کر رہے ہو، اسی پیغام کو سمجھو اور اسی پر عمل کرو۔ دنیا و عقبیٰ سنوارنے کے لئے وہی کافی ہے۔

....

کراچی ختمِ نبوت کے دفتر میں شاہ جی صبح کی نماز کے بعد وظیفے میں مصروف تھے کہ اتنے میں مولانا عبدالمجید سالک مرحوم اور مجید لاہوری مرحوم تشریف لائے۔ سالک صاحب نے آتے ہی حملہ کیا:

برزباں تسبیح و در دل گاؤ خر!

شاہ جی نے وظیفہ ختم کرنے کے بعد فرمایا:

سالک صاحب آپ نے بڑے موقع کا مصرع پڑھا ہے اس وقت میرے دل میں آپ دونوں ہی کا تصور تھا۔

....

ایک دفعہ شاہ جی سیالکوٹ میں ڈسٹرکٹ ٹرانسپورٹ کے دفتر میں بیٹھے تھے۔ عقیدت مند پروانوں کی طرح جمع تھے۔ بات حقوق اللہ اور حقوق العباد پر چل نکلی۔ اپنے مخصوص انداز میں فرمانے لگے۔

یاد رکھو اگر میں حقوق اللہ میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہوں تو کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی طرف سے مجھے معاف کردے۔ اسی طرح اگر میں کسی انسان کو دکھ دوں تو خدا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ میری یہ غلطی معاف کردے جب تک وہ انسان جس کے ہاتھوں مجھے یہ دکھ پہنچا ہے وہی معاف نہ کردے!

....

ایک دفعہ شاہ جی سیالکوٹ تشریف لائے۔ ہر عقیدت مند کی خواہش تھی کہ شاہ جی میرے ہاں قیام کریں۔ شاہ جی نے دفتر ہی پسند کیا۔ دن بھر محفل جمی رہی۔ رات کو دفتر ہی میں بستر لگا دیا گیا۔ شاہ جی نے چار پائی پر بستر لگا دیکھا تو اٹھا دیا۔

عرض کیا: شاہ جی بستر ہی پر سو رہیئے۔

فرمایا: کل جیل میں یہ نرم و گرم بستر پہنچا دو گے؟

عرض کیا گیا: اگر آپ حکم دیں گے تو وہاں بھی پہنچا دیں گے۔

فرمایا: پھر قبر میں بھی پہنچا دو گے؟

اللہ اللہ یہ تھے شاہ جی!

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے!

> موم ہو جاتے ہیں اس کے وعظ سے پتھر کے دل
> کی ہے وہ طاقت بخاری کو عطا، اللہ نے
> (اسد ملتانی)